

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(بااختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس دوست محمد خان، جج
جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، جج
جناب جسٹس فیصل عرب، جج

فوجداری اپیل نمبری ۲۰۱۲/۲۰۹

زیرِ شق (۳) ۱۸۵، دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(برخلافِ حکم عدالتِ عالیہ لاہور، لاہور محرمہ ۱۷ ستمبر ۲۰۱۳ء
برفوجداری عرضداشتیں نمبری ۲۰۰۹/۲۵۵-۲۵۶)

(سائلان)

اصغر وغیرہ

بنام

(مسئولِ علیہم)

سرکار وغیرہ

منجانب سائلان: رائے بشیر احمد، فاضل وکیل، عدالتِ عظمیٰ
میاں غلام حسین، منسلک وکیل، عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب سرکار: چوہدری زبیر احمد فاروق، اضافی وکیل سرکار پنجاب

منجانب مسئولِ علیہم: کوئی نہیں

تاریخ سماعتِ مقدمہ: ۲۴ جنوری، ۲۰۱۲ء

فیصلہ / حکم آخر

دوست محمد خان، منج:-

مختصر خلاصہ مقدمہ:

اپیل ہذا کی اجازت بروئے حکم مورخہ ۲۴ نومبر، ۲۰۱۴ء بدیں نمط دی گئی کہ چونکہ دونوں فریقین مقدمہ نے ایک دوسرے کے خلاف متضاد دعویٰ داری کی ہے اور وجہ تنازعہ اراضی متددعو یہ ہے جس میں اپیل کنندگان فریق کام کر رہے تھے تو مدعی فریق مقدمہ ہذا نے مداخلت کی اور یوں اچانک تو تکار کے بعد دونوں فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے جس میں اسلحہ آتشیں وغیرہ استعمال ہوا۔ فریق اپیل کنندگان کی طرف سے عاشق ولد شانا قتل ہوا جبکہ فریق مستغیث کی طرف سے دو افراد مسمیان اصغر اور جاوید اقبال قتل کئے گئے اور اکبر علی واظہر حسین گواہان استغاثہ نمبر ۱۴ اور ۱۵ مجروح ہوئے۔

۲۔ موجودہ مقدمے کی ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمبر ۵۰۶ مورخہ ۱۰-۰۷-۲۰۰۳ء جو کہ تھانہ چک جھہرہ ضلع فیصل آباد میں زیر دفعات، (۷)F-۳۳۷، ۳۲۴، ۱۴۸، ۱۴۹، ۳۰۲ اور زیر دفعہ (ii)A-۳۳۷ بمعہ دفعہ ۱۴۹ تعزیرات پاکستان، تحریری درخواست ازاں سیف ولد مہر کی بنیاد پر، درج کی گئی کا مفہوم و متن یوں ہے:-

"آج مورخہ ۱۰ جولائی ۲۰۰۳ء صبح ۶ بجے کے قریب میری نانی کی زمین جو کہ ہم دونوں بھائی مسمی سیف و اصغر علی (مقتول) کاشت کرتے ہیں۔ میں اصغر ولد شانا اور یوسف ولد خان ہمراہ تقریباً ۱۵ آدمیوں کے جن میں سر فہرست (۱) اصغر ولد احمد (۲) نور ولد احمد (۳) یعقوب ولد اکبر (۴) یوسف ولد اکبر (۵) مشتاق ولد عنایت (۶) اصغر ولد عنایت (۷) ظفر ولد غلام (۸) میاں خان ولد غلام (۹) صادق ولد علی تھے، جو کہ اول الذکر سات کسان بنادیق سے مسلح تھے جبکہ بقایا کسان لاٹھیوں سے مسلح تھے نے ہماری نانی کی اراضی میں ہل چلانا شروع کر دیا۔ ہمیں پتا چلا تو اصغر ولد مہر محمد، اکبر ولد ارور، بشیر ولد سجاو، جاوید ولد بشیر، اظہر ولد اکرم وہاں پہنچے تو اصغر ولد مہر محمد (مقتول) ہل چلانے کو روکنے کے لئے آگے بڑھا جس پر اصغر ولد احمد اور یعقوب ولد اکبر نے فائر کئے جو موقع پر ہلاک ہو گیا۔ بشیر ولد سجاو پر اصغر ولد عنایت، یوسف ولد خان، اصغر ولد شانا (مقتول)

مقدمہ بالمقابل) نے لاکھوں سے زدوکوب کیا اور ایک فائر ظفر ولد غلام نے اس پر کیا۔ جاوید ولد بشیر پر صادق ولد علی، میاں خان ولد غلام، مشتاق ولد عنایت نے فائر کئے جو کہ شدید زخمی ہو گیا۔ اکبر ولد اروڑ پر نور محمد ولد احمد، یوسف ولد اکبر نے فائر کئے اور وہ زخمی ہو گیا جبکہ اظہر ولد اکرم پر ظفر ولد غلام نے فائر کئے جس سے وہ زخمی ہو گیا۔"

۳۔ کاروائی پولیس بر ابتدائی اطلاعی رپورٹ کا اندراج کرتے وقت تفتیشی افسر نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بسلسلہ تفتیش مقدمات تھانہ چوک، چک جھمرہ پر موجود تھا کہ سیف ولد مہر محمد مستغیث نے ایک تحریری درخواست پیش کی جس سے سردست صورت جرم ۳۰۲، ۱۴۸، ۱۴۹ تعزیرات پاکستان پائی جاتی ہے لہذا اصل درخواست برائے اندراج مقدمہ بدست عبدالستار، کانسٹیبل نمبر ۱۴۲۹۵ ارسال تھانہ ہے۔ مقدمہ درج کر کے نمبر مقدمہ سے مطلع کریں جبکہ خود کو مصروف تفتیش بر موقع ظاہر کیا۔ دستخط محمد نواز، سب انسپکٹر تھانہ چک جھمرہ مورخہ ۱۰-۰۷-۲۰۰۳ بوقت ۸ بج کر ۱۰ منٹ دن۔

۴۔ دوران تفتیش مقدمہ ملزمان میاں خان ولد غلام خان اور صادق علی ولد علی جو کہ اپیل کنندہ نمبر ۳ اور ۴ ہیں بمعہ یوسف ولد اکبر (متوفی ملزم) کو بے گناہ قرار دیا گیا۔ مستغیث مقدمہ نے پولیس کی اس کارروائی سے نالاں ہو کر استغاثہ دائر عدالت کیا جس پر جملہ ملزمان کے خلاف عدالت مجاز نے مقدمے کی سماعت شروع کی اور مقدمہ کے آخر میں اضافی ضلعی سیشن جج، فیصل آباد نے (۱) اصغر ولد احمد (۲) مشتاق ولد عنایت (۳) میاں خان ولد غلام (۴) صادق ولد علی (اپیل کنندگان) اور (۵) یعقوب ولد اکبر (مفرور ملزم) کو قصور وار ٹھہرا کر دونوں مقتولین کو قتل کرنے پر دو مرتبہ سزائے موت سنادی اور مزید اُن کو ایک لاکھ روپے ہر ایک کو، وارثان مقتولین کو ادا کرنے کا پابند ٹھہرایا اور عدم ادائیگی کی صورت میں مزید ۶ ماہ قید محض کا حکم سنایا۔ زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیرات پاکستان سب کو ۳ سال قید بامشقت اور جرمانہ ۱۰ ہزار روپے فی کس اور عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ۶ ماہ قید محض، جبکہ زیر دفعات ۳۲۴ / ۱۴۹ تعزیرات پاکستان اُن کو ۱۰ سال قید بامشقت اور ۲۵ ہزار روپے جرمانہ فی کس ادا کرنے کا حکم ہوا۔ عدم ادائیگی کی صورت میں ۱ سال قید محض گزارنے کا حکم ہوا۔ مزید زیر دفعہ (V) - F ۱۴۹ / ۳۳۷ تعزیرات پاکستان اسکو "دامان" مبلغ ۱۵ ہزار روپے ہر ایک اظہر حسین گواہ نمبر (۱۵) کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ اکبر علی گواہ نمبر ۱۴ کو

مجرع کرنے پر زیر دفعات ۱۴۹/A(ii)-۳۳۷ تعزیراتِ پاکستان ان سب کو "ارش" ہر ایک، اس وقت کے مجوزہ دیت کے حساب سے ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح نور احمد اور ظفر پسرانِ غلام کو عمر قید کی سزا سنائی گئی اور ایک لاکھ روپے ہر ایک کو، اظہر اور جاوید مقتولین کے ورثاء کو ادا کرنے کا حکم ہوا۔ نیز ان کو زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان ۳ سال قید با مشقت اور مبلغ ۱۰ ہزار روپے فی کس جرمانہ وزیر دفعہ ۳۲۴ تعزیراتِ پاکستان ہر ایک، دس سال قید با مشقت و جرمانہ مبلغ ۲۵ ہزار روپے ہر ایک، کی سزا سنائی گئی بعد ادا نیگی جرمانہ مزید ایک سال قید محض گزارنا ہوگی۔ اسی کے ساتھ ان کو دامن مبلغ ۱۵۰۰ روپے اظہر حسین گواہ نمبر ۱۵ کو مجروح کرنے پر ادا نیگی کا حکم ہوا، اسی طرح اکبر علی کو مجروح کرنے پر "ارش" ادا کرنے کا حکم ہوا جبکہ یوسف ولد خان، اصغر ولد عنایت اور اصغر ولد شانا کو شک کی بنیاد پر بری کیا گیا۔

۵۔ حکم سزایابی سے نالاں ہو کر (۱) اصغر ولد احمد (۲) مشتاق ولد عنایت (۳) میاں خان ولد غلام اور (۴) صادق ولد علی نے فوجداری اپیل نمبری ۲۰۰۹/۶۵۵ بعد التِ عالیہ لاہور دائر کی جبکہ نور احمد اور ظفر ملزمان نے اپیل نمبری ۲۰۰۹/۶۵۶ اپنی سزایابی کے خلاف دائر کی جبکہ اضافی ضلعی جج نے سزائے موت پانے والے ملزمان کے خلاف حوالہ قتل (Murder Reference) نمبری ۲۰۰۹/۲۱۶ عدالتِ عالیہ لاہور بھیجا۔

۶۔ عدالتِ عالیہ لاہور کے دور کئی بیٹج نے بروئے حکم مورخہ ۱۷-۰۹-۲۰۱۳ سزائے موت پانے والے مندرجہ بالا اپیل کنندگان کی اپیل جزوی طور پر منظور کرتے ہوئے ان کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کی جبکہ معاوضے کی رقم جو عدالتِ ابتدائی سماعت نے ادا کرنے کا حکم صادر کیا تھا اسکو برقرار رکھا۔ ان ملزمان کو دفعہ ۳۸۲ ب ضابطہ فوجداری کا بھی فائدہ دیا گیا جبکہ ان ملزمان کی سزایابی زیر دفعات ۳۲۴-۳۳۷ F(V) اور ۱۴۸/۱۴۹/۳۳۷-A(ii) تعزیراتِ پاکستان کو بھی ختم کیا۔

۷۔ عدالتِ عالیہ نے اپنے فیصلے کی تائید میں مندرجہ ذیل وجوہات تحریر کی ہیں:-

"(الف) چونکہ عاشق ولد شانا، یک از ملزمان فریق، بھی اسی وقت اسی موقع پر قتل ہوا تاہم ابتدائی اطلاعی رپورٹ مظہر شدہ (PB/1) میں اس امر کو اخفاء میں رکھا گیا لیکن کافی ہفتوں کے بعد ذاتی استغاثہ دائر کرتے وقت مدعی عاشق کے قتل کے

لئے فریق ملزمان (اپیل کنندگان) کو ذمہ دار ٹھہرا کر بیانی ہوا کہ دوہرے قتل کی سزا سے بچنے کے لئے عاشق کا خون ناحق ملزمان نے خود کیا جو کہ بدینتی پر مبنی دعویداری معلوم ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ دونوں مقدمات ایک دوسرے کے متضاد پائے گئے ہیں لہذا فریق مستغیث / مقتولین اور ملزمان دونوں نے عدالت سے اصل حقائق چھپانے کی کوشش کی ہے اور یوں وہ داغدار ہاتھوں سے عدالت سے انصاف مانگنے کی توقع رکھتے ہیں۔

(ت) چونکہ جب اس قسم کی صورت حال عدالت کو درپیش ہو جہاں پر دونوں میں سے کوئی فریق بھی سچ بولنے سے انکاری ہو تو عدالت کو مقدمہ بعنوان "سید علی بیوپاری بنام مولانا غیرہ" جو کہ پاکستان کے نظائر کار سالہ (PLD) سال ۱۹۶۲ء بر صفحہ ۵۰۲ پر شائع شدہ ہے پر عمل کرتے ہوئے حقائق پر مبنی، جو کہ شہادت بر مثل سے اخذ کرنے میں مشکل نہ ہو، تیسری کہانی جو کہ وقوعہ کے سرزد ہونے سے متعلق سچائی کے قریب تر ہو، پر عمل کرنا چاہئے۔

(ث) چونکہ واقعات مقدمہ سے یہ امر عیاں ہے کہ بوقت وقوعہ دونوں فریقین کا اچانک آ مناسا منا ہوا اور دونوں فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے جس میں ایک فریق سے دو افراد قتل ہوئے جبکہ تین افراد مجروح ہوئے جن میں مسمی بشیر مجروح کو شہادت کے لئے پیش نہ کیا گیا جبکہ دوسرے فریق سے عاشق ولد شانا قتل ہوا۔

(ج) عدالت کی نظر میں چونکہ اصغر ولد احمد (اپیل کنندہ) نے جاوید مقتول یا کسی گواہ کو کوئی زخم رسید نہیں کیا جبکہ یعقوب سزا یافتہ (مفرور ملزم) کو اصغر ولد مہر محمد مقتول کو زخمی کرنے کا کردار دیا گیا ہے۔ اسی طرح میاں خان، صادق اور مشتاق کو جاوید اقبال مقتول کو ضربات بذریعہ اسلحہ آتشیں لگانا ٹھہرایا گیا ہے جبکہ ان کو اصغر مقتول کو مجروح کرنے کا کوئی کردار نہیں دیا گیا ہے۔ مزید یہ ہے کہ نور احمد اور ظفر اپیل کنندگان کو دونوں مقتولین میں سے کسی کو بھی ضرب رسید کرنے یا مجروح کرنے کا کوئی کردار نہیں دیا گیا ہے۔ لہذا اصغر ولد احمد کو تمام جرائم سے

بری کیا جاتا ہے اور اسی طرح اکبر مجروح اور اظہر حسین مجروح کو بھی ضربات نہیں دیئے گئے لہذا ان کو صرف مقتول اصغر کو مجروح کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے مزید یہ کہ مشتاق، میاں خان اور صادق اپیل کنندہ (روبروئے عدالت عالیہ) کو بھی جرائم زیر دفعات ۳۲۴، ۳۳۷-A(ii)، ۳۳۷-F(v)، ۱۴۸، ۱۴۹ تعزیرات پاکستان سے بری کیا جاتا ہے اور اسی طرح ان کو اصغر مقتول کو قتل کرنے اور اکبر گواہ نمبر ۱۴ و اظہر حسین گواہ نمبر ۱۵ کو زخمی کرنے کے جرائم سے بری کیا جاتا ہے۔

(ح) اسی طرح نور احمد اور ظفر اپیل کنندہ کو اصغر اور جاوید اقبال مقتولین کو قتل کرنے اور اکبر حسین گواہ استغاثہ نمبر ۱۵ کو مجروح کرنے کے الزامات سے بری کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نور احمد کو زیر دفعہ ۳۳۷-F(v) تعزیرات پاکستان اظہر حسین استغاثہ گواہ نمبر ۱۵ کو مجروح کرنے کے جرم سے بری کیا جاتا ہے تاہم اسکی سزا زیر دفعات ۳۲۴، ۳۳۷-A(ii)، ۳۳۷-F(v) تعزیرات پاکستان کے تحت استغاثہ کے گواہ نمبر ۱۴ اکبر کو مجروح کرنے کے جرم میں برقرار رکھی جاتی ہے۔

چونکہ نور احمد اور ظفر اپیل کنندہ دونوں نے ۵ سال ۵ مہینے ۱۱ دن اور ۴ سال ۱۱ ماہ اور ۱۶ دن بالترتیب جیل میں سزا کاٹی ہے لہذا اسی سزا کو کافی سمجھتے ہوئے انکو قید و بند سے آزادی دی جاتی ہے تاہم "دامان" اور "ارش" کی سزائیں جو نور احمد کو دی گئی ہیں اور "دامان" کی سزا جو ظفر اقبال اپیل کنندہ کو عدالت ماتحت نے سنائی ہے کو برقرار رکھا جاتا ہے۔"

۸۔ ہم نے وکلاء کے دلائل کو سننے کے بعد شہادت اور واقعات بر مثل کا بار یک بنی سے جائزہ لیا۔ اس وقوعے کی اصل وجہ بلا شک و شبہ اراضی متنازعہ ہے۔ اسی طرح ابتدائی اطلاعی رپورٹ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملزمان / اپیل کنندہ فریق اراضی متنازعہ میں ہل چلا رہے تھے جس کو بزور بازو مدعی فریق اور مقتولین نے روکنے کی کوشش کی جبکہ اسی اراضی سے متعلق مقدمہ دیوانی مقامی عدالت دیوانی میں زیر التوا تھا اور جس میں درمیانی حکم امتناعی بھی جاری ہوا تھا لہذا اس صورت حال میں مدعی فریق کا دھونس و زبردستی سے اس میں مغل ہونا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ پر امن طریقے سے مغل نہیں ہوئے بلکہ ان

کی نیت مجرمانہ تھی کیونکہ ہل چلانے سے اپیل کنندہ / ملزمان فریق کو روکنے میں اگر طاقت کا مظاہرہ کرنا پڑتا تو اس کے لئے مدعی / مقتولین فریق تیار ہو کر گئے تھے، نہ کہ دوستانہ ماحول میں آپس کی گفت و شنید کے ذریعے وجہ تنازعہ کو رفع دفع کرنے کے لئے وہ موقع پر گئے تھے۔

۹۔ قانون و انصاف کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ اگر کسی بھی شہری کی جائیداد پر کوئی غیر شخص مدخلت بے جا کرے اور متاثرہ شخص کے پاس قانون کو حرکت میں لانے کا موقع اور وقت موجود ہو تو اس صورت میں طاقت کا استعمال جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

۱۰۔ یہ امر بھی اظہر من الشمس ہے کہ ملزمان فریق میں سے عاشق ولد شانا کو اسی موقع پر اسی وقوعہ میں قتل کیا گیا مگر ابتدائی اطلاقی رپورٹ میں مستغیث نے اس قتل کا ذکر کرنا گوارہ نہ کیا بلکہ اسکو دانستہ اور بد نیتی سے اخفاء میں رکھا اور کئی مہینے بعد جب استغاثہ دائر کیا گیا تو اس میں ناجائز طور پر عاشق مقتول کو ملزمان کے ہاتھوں قتل ہونا ظاہر کیا جو ایک عدالتی امور سے متعلق عقل و فہم رکھنے والے شخص تو دور کی بات، عام ذی شعور آدمی کے لئے بھی یہ بناوٹی کہانی غیر فطری اور حقیقت سے دور و ناقابل قبول ہے۔ اگر واقعی مستغیث فریق بد دیانتی سے کام نہ لیتا تو عاشق کو اپنے دفاع میں جوابی کاروائی کے دوران قتل کرنے کا اعتراف کرتا لیکن اس سے دانستہ گریز کر کے اور اس کا الزام ملزمان فریق پر لگا کر مستغیث اور اس کے گواہان نے اپنی شہادت کو انتہائی مشکوک بنا دیا ہے۔ انہی گواہان نے عدالت میں اللہ تعالیٰ کے اسم پاک پر حلف لیکر کہ وہ سچی گواہی دیں گے پھر بھی عاشق کے قتل کی جھوٹی کہانی بیان کی اور اپنے حلف کی پاسداری نہ کی۔ کیا کوئی اپنی بھائی یا قریبی خونی رشتے کے قریبی رشتہ دار کو اس بے رحمانہ طریقے سے محض اس لئے قتل کرے گا کہ اپنے دفاع کا حق قانون کی رو سے بناوٹی طور پر بنائے، بالکل ہی ناقابل فہم اور ناقابل قبول امر ہے۔

۱۱۔ مقتول عاشق ولد شانا کو بندوق ۱۲ بور کے تین بڑے سائز کے داخلہ اور ۴ بڑے سائز کے خارجہ زخمت رسید ہوئے ہیں جو سارے اس کے جسم کے انتہائی نازک حصوں پر لگے تھے جیسا کہ طبی شہادت سے جو کہ طبی ماہر نے مقتول کے جسم کے ملاحظہ کے بعد واضح کئے ہیں، اس امر کی واضح طور پر نشاندہی ہوتی ہے کہ اسکو جملہ زخمت انتہائی قریب سے بذریعہ بندوق ۱۲ بور رسید کئے گئے اور جس سے اس کے پورے جسم کے جملہ اہم اعضاء مکمل طور پر نقصان رسیدہ ہو کر فوری موت کا سبب بنے۔ اس بات کی تائید اس امر سے

بھی ہوتی ہے کہ اس کی لاش کا معائنہ کرتے وقت اس کے جسم کے اندر سے دو اور پانچ عدد چھرے برآمد کئے گئے یوں طبی شہادت جو کہ لاش کے معائنے پر مبنی ہے سیف مستغیث اور گواہان استغاثہ کی اس مصنوعی اور بناوٹی کہانی کی مکمل تردید کرتی ہے۔ نیز جن ملزمان کو جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کو نا صرف تفتیش کے دوران بے گناہ قرار دیا گیا بلکہ ان کو عدالتِ عالیہ نے بھی شک کا فائدہ دیکر بری کر دیا جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ مستغیث اور اسکے مجروح گواہان نے دعویٰ داری کے جال کو وسیع پھینکا ہے تاکہ جملہ مرد حضرات مخالف فریق کو جرائم بالا کا ذمہ دار ٹھہرائے جسکو عدالتِ عالیہ نے رد کیا۔

۱۲۔ عدالتِ عالیہ نے عدالتِ عظمیٰ کی جس نظیر کا حوالہ دے کر جس تیسری حقیقی کہانی کو پانے کی کوشش کرنے کا ذکر کیا ہے اس پر معذرت کے ساتھ معزز و فاضل جج صاحبان نے صحیح توجہ نہیں دی ہے۔ اسی نظیر عدالتِ عظمیٰ کو مزید وضاحت کے ساتھ بمقدمہ "زاہد پرویز وغیرہ بنام سرکار" (پاکستان نظائر کے فیصلہ جات کار سالہ (PLD) شائع شدہ سال ۱۹۹۱ء بر صفحہ ۵۵۸) میں بیان کیا گیا ہے جس میں تاکید کے ساتھ یہ اصول وضع کیا گیا ہے کہ جب دونوں فریقین عدالت سے اصل حقائق چھپانے کے مرتکب پائے جائیں تو یہ عدالت کی اولین ذمہ داری بنتی ہے کہ تیسری کہانی جو حقیقت پر مبنی ہو کی تلاش کرتے وقت غیر جانبدار شہادت کو توجہ دے کر اس سے نتائج اخذ کرے۔ یہاں پر یہ ذکر کرنا لازمی ہو جاتا ہے کہ چونکہ مستغیث و مجروح گواہان کی ناصر ف مقتول عاشق کو اپنے ہی فریق کے ہاتھوں قتل ہونے کی کہانی کو عدالتِ عالیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے بلکہ کچھ ملزمان کو بری کرتے وقت ان ہی گواہان کی شہادت کو رد کیا گیا ہے۔ لہذا ایسے گواہان کی شہادت دوسرے ملزمان کو سزا دینے کے لئے اس وقت تک ناقابلِ عمل اور ناقابلِ قبول ہے جب تک کہ دوسرے ملزمان سے متعلق اسکی شہادت کو پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ غیر جانبدار اور ناقابلِ رد تائیدی شہادت سے تقویت پہنچتی ہو۔ بصورتِ دیگر ایسے گواہان کی شہادت کو دوسرے ملزمان کے خلاف سزایابی کے لیے کسی طور پر استعمال کرنا انصاف کے مسلمہ اصولوں کے منافی ہوگا۔ اس اصول کو مقدمات بعنوان "طوائب خان بنام سرکار" (پاکستان نظائر کے فیصلہ جات کار سالہ شائع شدہ سال ۱۹۷۰ء بر صفحہ ۱۳)، "سرکار بنام مشتاق" (پاکستان نظائر پر مبنی رسالہ شائع شدہ سال ۱۹۷۳ء بر صفحہ ۴۱۸)، "محمد شفیع بنام سرکار" (عدالتِ عظمیٰ کا ماہانہ نظر ثانی کار سالہ (SCMR)، سال ۱۹۷۴ء بر صفحہ ۲۸۹)، "امین اللہ بنام سرکار" (پاکستان نظائر پر مبنی فیصلہ جات کار سالہ، عدالتِ عظمیٰ صفحہ ۴۲۹) اور "محمد

نواز بنام سرکار (عدالت عظمیٰ کا ماہانہ نظر ثانی رسالہ سال ۱۹۸۴ء بر صفحہ ۱۹۰) میں پوری وضاحت کے ساتھ طے کیا گیا ہے اور اسی اصول کی تقلید عدالت عظمیٰ اب تک کر رہی ہے۔

۱۳۔ یہاں پر یہ امر واضح کرنا لازمی ہے جیسا واقعات مقدمہ سے ظاہر ہے کہ تفتیشی افسر نے خود کو تھانہ سے باہر ظاہر کر کے رپورٹ مستغیث حاصل کرنا اور تھانے کو بھیجنا بتایا ہے یہ اس بات کی دلیل فراہم کرتا ہے کہ درحقیقت ابتدائی اطلاعی رپورٹ سرسری تفتیش کے بعد موقع پر ہی لی گئی ہے۔ تاہم تفتیشی افسر نے اس امر کو پوشیدہ رکھ کر دیانت داری سے کام نہیں لیا لہذا ایسی صورت میں ساری شہادت استغاثہ کو انتہائی عمیق نظروں سے جانچنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عدالت ہذا نے مقدمہ بعنوان "گلستان وغیرہ بنام سرکار" اور "مظفر خان بنام گلستان وغیرہ" (نیشنل لاء رپورٹرز ۱۹۹۵ء فوجداری، عدالت عظمیٰ بر صفحہ نمبر ۶۶۵) میں واضح طور پر لازمی شرائط بیان کی ہیں اور متذکرہ مقدمے کے واقعات مقدمہ ہذا کے واقعات سے ملتے جلتے ہیں۔ اس طرح عدالت عظمیٰ نے اسی اصول کو بمقدمہ "محمد جہانگیر عرف بادشاہ بنام سرکار" (نیشنل لاء رپورٹرز ۱۹۹۵ء فوجداری بر صفحہ ۶۸۸) میں بھی دہرایا ہے۔

۱۴۔ عدالت ہذا نے بمقدمہ بعنوان "ذوالفقار بنام سرکار" (عدالت عظمیٰ کا ماہانہ نظر ثانی شدہ رسالہ ۱۹۹۱ء بر صفحہ ۱۳۲۶) میں بھی جس رائے کا اظہار کیا ہے اسکو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"اگر مستغیث ذہنی کچھاؤ کی وجہ سے ملزمان فریق کے بہت سے مردوں کو جس میں بے گناہ لوگ شامل ہوں اس قسم کے قتل کے مقدمے میں ملوث کرتا ہے جس کی تائید کسی دوسری شہادت سے نہیں ہوتی تو محض اس بنیاد پر ملزمان کو سنگین سزا دینا جائز نہ ہو گا کہ چونکہ فریق مستغیث سے دو بندے قتل ہوئے ہیں اور دو مجروح ہوئے ہیں کیونکہ یہ قانون اور انصاف کا قطعی مقصد نہیں ہے بلکہ سزایابی قابل قبول شہادت پر ہوتی ہے جسکا بار ثبوت ہمیشہ استغاثہ پر ہوتا ہے کہ وہ ملزمان کی مجرمیت بلا شک و شبہ ثابت کرے اور اگر مستغیث اور گواہان ایک ایسی حقیقت کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہوں جو کہ مثل مقدمہ پر شہادت سے قطعی طور پر ثابت ہو تو اس کی گواہی پر انحصار کرنا جائز نہیں ہو گا۔"

۱۵۔ چونکہ مقدمہ ہذا میں عاشق مقتول فریق ملزمان کا بر موقع بے رحمانہ قتل ناقابلِ تردید حد تک ثابت ہو چکا ہے جسکو جھٹلانے کی مستغیث اور گواہان استغاثہ نے حتی المقدور ناکام کوشش کی ہے لہذا ایسے گواہان کی شہادت پر انحصار کرنا وہ بھی معقول، غیر جانبدار اور ناقابلِ تردید تائیدی شہادت کی غیر موجودگی میں ناصرف انصاف کے اصولوں کے خلاف ہو گا بلکہ انتہائی خطرناک ثابت ہو گا۔

۱۶۔ مقدمہ ہذا میں ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں جو وقت رپورٹ درج ہے وہ بھی شک و شبہ سے بالاتر نہیں ہے چونکہ تفتیشی افسر چند لمحوں میں موقع پر حاضر ہوا اور دونوں مقتولین کو فوری طور پر مردہ خانہ پہنچایا گیا تاہم دونوں مقتولین کی لاشوں کا معائنہ کئی گھنٹوں کی تاخیر سے کیا گیا جس کی کوئی وضاحت مثل مقدمہ پر موجود نہ ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں جو وقت اندارج رپورٹ درج ہے وہ حقیقت پر مبنی نہ ہے اور تفتیشی افسر نے اس سلسلے میں دیانتداری سے کام نہ لیا ہے بلکہ جملہ کارروائی یکطرفہ طور پر کی ہے اور تفتیش کے دوران انتہائی جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے۔

۱۷۔ چونکہ عدالت عالیہ کے معزز اور فاضل جج صاحبان نے مقدمہ ہذا میں زیر نظر فیصلہ صادر کرتے وقت مندرجہ بالا نقاط اور انصاف کے مسلمہ اصولوں کو مد نظر نہیں رکھا اور جس شہادت کو انہوں نے دوسرے ملزمان کے خلاف رد کیا اور بریت بخشی ہے اسی بناوٹی شہادت پر انحصار کرتے ہوئے اپیل کنندہ کو قصور وار ٹھہرایا ہے، لہذا اس غلطی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۸۔ موجودہ مقدمہ کے واقعات و شہادت کو اگر گہری نظر سے بغور جائزہ لیا جائے تو وہ شکوک و شبہات میں لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسی صورت میں حقیقت پر مبنی تیسری کہانی کا دریافت کرنا ایک خام خیالی اور ناکام کوشش ہوگی۔

۱۹۔ فوجداری مقدمات میں شہادت کی تین بنیادی اقسام ہوتی ہیں، جو کہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

(الف) وہ شہادت جس پر قطعی اور مکمل طور پر انحصار کیا جاسکتا ہو،

(ب) وہ شہادت جس پر جزوی طور پر اعتماد اور انحصار کیا جاسکتا ہو، اور

(ج) وہ شہادت جس پر قطعی طور پر اعتماد و انحصار نہیں کیا جاسکتا۔

۲۰۔ پہلی قسم کی شہادت میں اگرچہ تائیدی شہادت کا ہونا لازم نہیں قرار دیا جاسکتا تاہم انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تائیدی شہادت کا ہونا کسی ملزم کو پھانسی یا عمر قید کی سزا دینے کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے جبکہ دوسری قسم کی شہادت میں غیر جانبدار اور مضبوط تائیدی شہادت کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے جس کے بغیر کسی ملزم کو سخت ترین سزا دینا انصاف و قانون کے اصولوں کے منافی ہو گا جبکہ تیسری قسم کی شہادت میں انتہائی مضبوط اور غیر جانبدار تائیدی شہادت بھی اس قسم کی چشم دید شہادت کو تقویت بخشنے سے قاصر رہتی ہے اور کوئی بھی عدالت انصاف اس قسم کی شہادت پر اعتماد و انحصار نہیں کر سکتی۔

۲۱۔ انصاف کا ایک اہم بنیادی اور مسلمہ اصول ہے کہ کسی ثبوت اور مضبوط شہادت کے بغیر کسی بھی شخص کو کسی مجرمانہ فعل کا مرتکب قرار دینا یا غیر ضروری نتائج اخذ کرنا قرین انصاف نہیں ہے چونکہ فوجداری مقدمات میں ملزم کی مجرمیت ثابت کرنے کا بار ثبوت ملزم کے مقابلے میں استغاثے پر انتہائی بھاری اور قوی ہوتا ہے اور اس کو ملزم کی مجرمیت ثابت کرنے کے لئے غیر جانبدار حقیقت پر مبنی چشم دید شہادت جس کی تائید، تائیدی و واقعاتی شہادت سے ہوتی ہے ناقابل رعایت اصول ہے جبکہ ملزم کو صرف بذریعہ جرح بر گواہان استغاثہ یا دوسرے ذرائع سے مقدمہ استغاثہ میں معقول دراڑیں ڈالنے پر شک کا فائدہ دے کر بری کرنا ایک بنیادی اصول ہے جس سے کوئی عدالت اجتناب نہیں کر سکتی۔

مندرجہ بالا واقعات قانون اور انصاف کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالت اس قطعی نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی کہ استغاثہ ملزمان / اپیل کنندہ کی مجرمیت بلا شک و شبہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ لہذا جملہ اپیل کنندگان کو شک کا فائدہ دے کر بری کیا جاتا ہے جبکہ صادق اپیل کنندہ سے متعلق منتظم جیل جہاں پر وہ مقید تھا کی رپورٹ وصول ہوئی ہے کہ وہ دوران قید و بند بیمار ہو کر فوت ہو چکا ہے جس کی تائید و کلائے فریقین نے بھی کی ہے لہذا اس کی اپیل ناقابل رفتار سمجھی جا کر ایک طرف کی جاتی ہے۔

نوٹ: وجوہات بالا ہمارے مختصر انگریزی حکم نامے مورخہ ۲۴-۰۱-۲۰۱۷ کی تائید میں تحریر کی گئی ہیں جو کہ ذیل میں دوہرایا جاتا ہے:-

“At the very outset, we have received a report of the Jailor, Incharge of the Central Prison, Faislabad, where it is stated that appellant Sadiq s/o Ali Muhammad has died

during the pendency of this appeal as he developed various complicated diseases including the cardiac and paralyses while the main cause of death is meningitis, thus, he died on 11.10.2014. Accordingly, this appeal is abated to the extent of Sadiq accused.

2. All the three appellants namely (i) Asghar s/o Ahmad (ii) Mushtaq s/o Inayat and (iii) Mian Khan s/o Ghulam, for the reasons to be recorded later on, are acquitted of all the charges leveled against them and they be set free forth if not required in any other case.

Appeal is allowed."

جج

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۲۴ جنوری، ۲۰۱۵ء

ایم و سیم